

شپی کی خوبیوں کو دی کے پیش کرنا
کہیں خوبیوں کی بھی نہ

لکھنپانی

جیسا وہی

احمد رضا خان

لکھنپانی خضر
احمد رضا خان

بسم الله الرحمن الرحيم

مسئلہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے میں کہ جو شخص اپنے مریدوں سے اشعار ذیل (یعنی مجھ تحریر کردہ) سنے اور سن کر خوش ہو بلکہ
تمغاۓ انعام دے۔ ایسا شخص لاکت بیعت ہے یا نہیں؟ خدا رسیدہ ہے یا فس کا مطیع ہے؟ الحسفا ہے یا اہل بدعت ہے؟ اشعار یہ
ہیں۔

آفتاب چرخ علم فضل شش العارفین
قبلہ عالم سراج المتقین شاجہاں

سید السادات مطلوب علی شیر خدا
عاشق محبوب رب العالمین فخر زمان

ماہر علم لدنی واقف اسرار غیب
قطب عالم غوث اعظم دارث پیغمبر اس

کس طرح اہل جہاں پر راز ان کا محل سکے
راز داں ان کا خدا ہے اور وہ خدا کے راز داں

اولیاء ہونے کو دنیا میں بہت ہیں اولیاء
ان کی صورت ان کی سیرت ان کی عادت کہاں

کچھ عجب ہیں یہ بھی حسن و عشق کے راز دنیا ز
درج خوان ان کا خدا ہے وہ خدا کے درج خوان

الجواب

حب شاء (یعنی اپنی تعریف کی وجہت) غالباً (یعنی اکثر) خصلت نہ مومد (یعنی قابل نہ مدت عادت) ہے اور کم از کم خصلت محدودہ (یعنی قابل تعریف
عادت) نہیں اور اس کے عواقب (یعنی نتائج) خطرناک ہیں۔
حدیث میں ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) فرماتے ہیں۔

حُبُّ الشَّاءِ مِنَ النَّاسِ يَعْمَلُ وَيَصْنَعُ۔ رواه في مسنـد الفردوـس عن ابن عباس (رضي الله عنهما)

”ستائش پسندی آدمی کو اندھا بہرہ کر دیتی ہے۔ (اسے مسنـد الفردوـس میں حضرت ابن عباس (رضي الله عنهما) نے روایت کیا ہے۔)“

اور اگر کپی جھوٹی تعریف دوست رکھے کہ لوگ ان فضائل سے اس کی شادی کریں جو اس میں نہیں، جب تو صریح حرام قطعی ہے۔

قال اللہ تعالیٰ : « لَا تَحْسِنَ الَّذِينَ يَفْرَخُونَ بِمَا أَتَوْا وَيُبَحِّبُونَ أَنْ يُحْمَدُوا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوا فَلَا تَحْسِنُهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ »

ترجمہ حنز الایمان : ”ہرگز گمان نہ کرنا ان کو جو اپنے کیے پر خوش ہوتے ہیں اور دوست رکھتے ہیں کہ بے کیے پر سرا ہے جائیں تو زندگی (یعنی خیر دار) انہیں عذاب کے بچاؤ کی جگہ گمان نہ کرنا اور ان کے لیے دردناک مار ہے۔“ (آل عمران۔ ۱۸۸)

ہاں اگر تعریف واقعی (یعنی بھی) ہو، تو اگرچہ تاویل معرف و مشہور کے ساتھ، جیسے شمس الائمه و فخر العلماء و تاج العارفین و امثال ذالک (یعنی ان کے ہم مثل القابات) کو تقصیودا پے عصر یا مصر (یعنی اپنے زمانہ و شہر) کے لوگ ہوتے ہیں۔ اور اس پر اس لیے خوشی نہ ہو کہ میری تعریف ہو رہی ہے بلکہ ان لوگوں کی **﴿تعریف﴾** ان کو نفع پہنچائے گی، سمع قبول سے سینیں گے جو ان کو ہمیت کی جائے (یعنی ان کو جو بھی ہمیت کی جائے گی، قول کرنے کی نیت سے سینیں گے) تو یہ حقیقت حب مدح (یعنی اپنی تعریف سے محبت) نہیں بلکہ حب نصیح مسلمین (یعنی مسلمانوں کے لیے صحت کو محبوب رکھنا) ہے اور وہ (یعنی مسلمانوں کے لیے صحت کو محبوب رکھنا) مخفی ایمان ہے (یعنی ایمان کی علامت ہے)۔

وَاللَّهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ (یعنی اور خدا غوب جانتا ہے بگاڑنے والے کو سوارنے والے سے۔ پ۔ ۲۔ المقرہ۔ ۲۲۰)

طریقہ محمد یہ وحدی قدس ندیہ میں ہے۔

سبب حب الریاسۃ ثلثۃ ثانیها التوسل به الی تنقید الحق واعتزاز الدين و اصلاح الخلق (فهذا) ان خلا عن المحذور كالرثاء والتلبيس و ترك الواجب والسنۃ فجائز بل مستحب قال اللہ تعالیٰ عن العباد الصالحين ” وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا ” . اہ ملتفقاً.

(حب ریاست کے اسباب تین ہیں۔ ان میں سے دوسرا یہ ہے کہ اسے حق کو نافذ کرنے، دین کی سریانی اور اصلاح خلق کا ذریعہ بنا یا جائے جس کا اگر یہ مسونہ اشیاء خلا ریا کاری، حقیقت کو چھانے اور واجب و منت کو ترک کرنے سے خالی ہو تو جائز بلکہ مستحب ہے اللہ تعالیٰ نے یہک بندوں کے بارے میں ارشاد فرمایا ” اور اسیں پر بیزگاروں کا پیشوا بنا یا ”) (پ۔ ۱۹۔ الفرقان۔ ۲۷)

اور جب معاملہ نیت پر ٹھہر اور دلوں کا مالک اللہ (عز و جل) ہے تو اس شخص کے حالات پر نظر لازم ہے، اگر بے شرع ہے، معاصی میں بے باک ہے یا جاہل بے ادارک (یعنی بے علم) ہے اور شوق پیری میں اشہاک ہے تو خود ہی اس کے ہاتھ پر بیعت جائز نہیں اور اب اس کا ان تعریفوں پر خوش ہونا ضرور حتم دوم میں ہے جسے قرآن عظیم میں فرمایا کہ انہیں عذاب سے دور نہ جائیو، ان کے

۱۔ یہاں لفظ تعریف موجود نہیں تھا، مناسب سمجھ کر اسے تو سین میں لکھ دیا گیا۔

لیے دردناک سزا ہے۔

اور اگر ایسا نہیں ہے بلکہ سنی صحیح العقیدہ، متصل اسلسلہ (یعنی متصل سلسلہ یہت کا حامل)، حق اللہ حق کی طرف دھوت دیتا، مسکرات (یعنی برائیوں) سے روکتا باز رکھتا، تو ضرور مقابل بیعت ہے اور اب اس کے لیے فعل مذکور کو اسی محل حسن پر محول کرنا فرض اور اس پر بدگمانی حرام ہے۔

قال اللہ تعالیٰ ”یا آتیہا الَّذِینَ افْتَنُوا اجْتَبَوْا كَثِيرًا مِنَ الظُّنُنِ إِنَّ بَعْضَ الظُّنُنِ إِثْمٌ“

ترجمہ کنز الایمان : ”اے مسلمانوں بہت گمانوں سے پجو کہ کچھ گمان گناہ ہیں۔“

قال رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ایا کم والظن فان الظن اکذب الحديث
” گمان سے دور بھا گو کہ گمان سب سے زیادہ جھوٹی بات ہے۔“

پھر بھی اسے (یعنی مذکورہ یا ہر کو) چاہیے کہ اظہار تواضع میں کمی نہ کرے، مریدوں کو انعام تمحفہ دے کر اور زیادہ برائیختہ نہ کرے (یعنی اپنی تعریف پر عزیزی ایجاد کرے)، (اور اس طرح) لوگوں کو اپنے اوپر بدگمانی کی راہ دے۔ رسول کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے نعمت کے قصائد میں اور ان پر انعام عطا فرمایا اس پر قیاس نہ کرے، خاک کو عالم پاک سے نسبت نہ دے۔ ان کی تعظیم، ان کی محبت، ان کی شناء، ان کی مددحت سب عین ایمان ہے اور اس کا اظہار و اعلان فرض اہم ہے اور ان کا ذکر عین ذکر الہی، ان کی شناء وین حمد الہی۔

امیر المؤمنین خلیفہ راشد سیدنا عمر بن عبد العزیز (رضی اللہ عنہ) کے حضور ایک شاعر حاضر ہوا کہ ”میں نے حضرت کی مدح میں کچھ اشعار کہے ہیں۔“ فرمایا، ”میں نہیں سننا چاہتا۔“ عرض کی ”نعمت شریف“ میں کچھ عرض کیا ہے، ” فرمایا، ”سناو۔“ ایسے احمد راشد بن کا انتباہ کرے۔

خصوصاً (یعنی خاص طور پر استعمال کیے گئے) قطب عالم، غوث اعظم جیسے الفاظ کہ غالباً وہ (یعنی یہر مذکور) پنے وجدان (باطنی گناہ) سے ان الفاظ کو صادق (یعنی سچا) نہ جان سکے گا۔

نَسَأَ اللَّهُ الْعَفْوَ الْعَافِيَةَ وَالْتَّوْفِيقَ لِاتِّبَاعِ اقْوَامَ طَرِيقٍ

(یعنی ہم اللہ عز و جل سے عخود و رُغز رُو غافیت اور سید ہے راستے پر ٹلنے والی اقوام کے راستے کی اجازع کا سوال کرتے ہیں) **وَاللَّهُ تَعَالَى أَعْلَمُ**

وضاحت و خلاصہ

مذکورہ مسئلے کے جواب لا جواب سے درج ذیل امور حاصل ہوئے۔

- (۱) اپنی تعریف و توصیف سننے کا شوق ایک بہی عادت ہے اور اس کا انجام اکثر آخرت کی بر بادی کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔
- (۲) اگر انجام خراب و برانہ ہوتا بھی اسے اچھی عادت میں شمار نہیں کیا جا سکتا۔

(۳) اپنی جھوٹی تعریف کو محبوب رکھنا ”صریح حرام قطعی“ ہے۔ یعنی یہ ایک ایسا فعل حرام ہے کہ جو نہ صرف بہت واضح ہے بلکہ اس کا حرام ہونا ایسے دلائل سے ثابت ہے کہ ان میں کسی شک و شبہ کی ممکنگی نہیں۔

(۴) اگر کسی صاحب مرتبہ و قابل تعلیم شخص کی منہ پر تعریف کی جائے اور وہ اس سے اس لیے منع نہ کرے کہ سننے والے ”اپنی فطری تقاضے کے تحت“ اس تعریف و توصیف کے سبب میری ذات سے متاثر ہوں گے اور یہ متاثر ہونا میری نصیحت خور سے سننے اور اس پر صدق دل سے عمل پیرا ہونے کی طرف مائل کرے گا، تو اب اسے حب شاء نہیں بلکہ ”مسلمان بھائیوں کی اصلاح و خیر خواہی سے محبت و گلن“ کا نام دیا جائے گا اور یہ ایک ”خصلت محمودہ اور کسی کے صاحب ایمان ہونے کی علامت“ ہے۔ لیکن مذکورہ صورت میں لازم و ضروری ہے کہ ایسا شخص سختی کے ساتھ اپنا محاںہ جاری رکھے تاکہ شیطان ریاء و غیرہ میں جتنا نہ کرو اسکے بیعت کرنے والا ایسا شخص کہ جس کے منہ پر تعریف کی جائے دو حال سے خالی نہ ہوگا۔

(۵) (i) اعلانیہ گناہ کرنے والا، ضروری مسائل شرعیہ سے ناواقف و جامل اور مسلمانوں کی اصلاح کی نیت سے نہیں بلکہ فقط شوقی چیزیں مریدی سے غفل رکھنے والا ہے۔

(ii) سنی، درست عقیدے رکھنے والا، سلسلہ بیعت متصل رکھنے والا، لوگوں کو حق و نیک اعمال کی دعوت دینے والا اور برا بائیوں سے منع کرنے والا ہے۔

بصورت اول ناقابل بیعت اور ”اپنی جھوٹی تعریف سننے کا شوق رکھنے والے حضرات کے گروہ نامراو“ میں داخل ہوگا۔ بصورت ثانی قابل بیعت اور ”اپنی جھوٹی تعریف کیے جانے پر خاموشی اختیار کرنے کو حکمت و دانائی تصور کرنا فرض اور اس معاملے میں اس سے بدگمان ہونا حرام قطعی ہے۔“

(۶) اگر اوصاف محمودہ کے حامل پیر کی منہ پر تعریف کی جائے تو اسے درج ذیل امور کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

(i) اظہار تواضع و اکساری میں کمی نہ کرے یعنی اپنے افعال و اقوال میں عاجزی کو اختیار کرے۔

(ii) تعریف کرنے والوں کو انعام دینے کی عادت نہ ڈالے ورنہ وہ اس کی تعریف میں مزید تر غیب پائیں گے۔ اور ہو سکتا ہے کہ یوں انعام بانٹا دیکھ کر دیکھنے اور سننے والے بدگمانی کا شکار ہو جائیں کہ پیر صاحب اپنی تعریف میں زیادتی کے لیے تقسیم فرمائے ہیں۔

نوت

رقم الحروف نے دوسرے نمبر (۲) کے تحت ”انعام دینے کی عادت“ کی قید اس لیے لگائی کہ تعریف پر بھی بحاح حسن نیت سے انعام دینے کی صورت میں لوگوں کے بدگمان ہونے کا امکان، غالباً بہت ہی کم ہے۔ نیز یہ ہمارے اسلاف کرام کی سنت بھی

ہے جیسا کہ مولانا ظفر الدین بھاری (علیہ الرحمہ) تحریر فرماتے ہیں کہ۔

” جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ علامہ شیریں زبان واعظ خوش بیان مولانا مولوی حاجی فاری شاہ عبدالحیم صدیقی میرٹھی (علیہ الرحمہ) تحریر میں طبعین سے واپسی پر حضور (یعنی الٹھر تقدسہ) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مندرجہ ذیل منقبت نہایت آئی خوش آوازی سے پڑھ کر سنائی۔

تمہاری شان میں جو کچھ کہوں اس سے سو اتم ہو
قشیم جام عرفان اے شہ احمد رضا تم ہو

غريق بحر الفت جام ہادہ وحدت
محبت خاص منظور جبیب کبریا تم ہو

جو مرکز ہے شریعت کا مدار اہل طریقت کا
جو محور ہے حقیقت کا وہ قطب الاولیاء تم ہو

یہاں آکر میں نہرس شریعت اور طریقت کی
ہے سیند مجمع البحرين ایسے رہنا تم ہو

حرم والوں نے مانا تم کو اپنا قبلہ و کعبہ
جو قبلہ اہل قبلہ کا ہے وہ قبلہ نما تم ہو

مزین جس سے ہے تاج فضیلت تاج والوں کو
وہ لعل پر ضیاء تم ہو وہ در بے بہا تم ہو

عرب میں جا کر ان آنکھوں نے دیکھا جس کی صورت کو
عمم کے واسطے لاریب و قبلہ نما تم ہو

ئین سیارہ صفت گردش کناف اہل طریقت یاں
وہ قطب وقت اے سرخیل جمع اولیاء تم ہو

عیاں ہے شان صدیقی تمہاری شان تقوائی سے
کہوں اتنی نہ کیونکہ کہ خیر الاتقیاء تم ہو

جلال و ہبہت فاروق اعظم آپ سے ظاہر

عدو اللہ پر اک جربہ تھی خدا تم ہو

اشداء علی الکفار کے ہو سر بر مظہر
مخالف جس سے تھرا کیں وہی شیر دغا تم ہو

تمہیں نے جمع فرمائے لکات و رمز قرآنی
یہ ورثہ پانے والے حضرت عثمان کا تم ہو

خلوص مرتضیٰ خلق حسن عزم حسینی میں
عدیم المثل یکتائے زم اے باخدا تم ہو

تمہیں پھیلا رہے ہو علم حق اکناف عالم میں
اہام اہمیت ناپ ب غوث الورنی تم ہو

بھکاری تیرے در کا بھیک کی جھوٹی ہے پھیلائے
بھکاری کی بھرو جھوٹی گدا کا آسر تم ہو

و فی اموالهم حق ہر ایک سائل کا حق ٹھہرا
نہیں پھرتا کوئی محروم ایسے باخدا تم ہو

علیم ختنہ اک ادنیٰ گدا آستانہ کا
کرم فرمانے والے حال پر اس کے شہادتم ہو

جب مولانا اشعار پڑھ چکے تو حضور نے ارشاد فرمایا۔ ”مولانا میں آپ کی خدمت میں کیا پیش کروں؟ اگر عمامہ کو پیش کروں تو آپ اس دیار پاک سے تشریف لارہے ہیں، یہ عمامہ (باقہ باریت) آپ کے قدموں کے لاکن بھی نہیں البتہ میرے کپڑوں میں سے بیش قیمت ایک جبہ ہے، وہ حاضر کیے دیتا ہوں۔“ اور کاشانہ اقدس سے سرخ کاشانی مغلل کا جبہ مبارکہ لاکر عطا فرمادیا جو ذریعہ سورو پر سے کسی طرح کم قیمت کا نہ ہوگا۔ مولانا مددوح نے سر و قد (یعنی سیدھے) کھڑے ہو کر دونوں ہاتھ پھیلا کر لیا، آنکھوں سے لگایا، یہوں سے چوہا، سر پر رکھا، سینے سے دیر تک لگائے رہے۔ (حیات اعلیٰ حضرت (قدس سرہ الحزیر)۔ صفحہ ۱۷)

(۱۷) اپنی تعریف پر انعامات تقسیم کرنے والے شخص کو اس بات کی اجازت نہیں کروہ اپنے اس عمل پر دلیل دیتے ہوئے یوں کہے کہ رحمت عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی تو حضرت حسان بن ثابت (رضی اللہ عنہ) کو نعمت پڑھنے پر انعام عطا فرمایا کرتے تھے۔ اس کی وجہ واضح طور پر جواب میں بیان کر دی گئی ہے۔

مؤذبانہ گزارش

جب بحیثیت مسلمان ہمارا یقین و ایمان ہے کہ قرآن و حدیث کریمہ زندگی کے تمام شعبوں سے ہر طرح کی رہنمائی فراہم کرتے ہیں تو ہمیں چاہیے کہ کوئی بھی اہم فیصلہ کرنے سے پہلے حتی الامکان انہی نورانی ذرائع کو اپنی رہنمائی کا ذریعہ بنائیں اور جب ان کی طرف سے کسی معاملے میں واضح رہنمائی حاصل ہو جائے تو اس پر عمل پیرا ہونے میں بالکل تالیف و سستی سے کام نہ لیں۔ لیکن اس بات کا خیال ضرور رکھا جائے کہ اس رہنمائی کے حصول کے لیے بھی کسی رہنمائی کی ضرورت ہے کیونکہ ہزار ہالوگ قرآن و حدیث میں ہر اور راست غور و تکریبہ سے ہلاکت و بر بادی کا شکار ہو گئے جیسا کہ موجودہ دور میں عام مشاہدہ کیا جا سکتا ہے اور اس کے لیے امام اہلسنت الشاہ احمد رضا خان (علیہ الرحمۃ الرحمن) کا اسم گرامی نمایاں نظر آتا ہے۔ قرآن و حدیث کو صحیح طور پر بخہنے کے لیے جس فہم و تدبر کی ضرورت ہے وہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو افر مقدار میں عطا فرمایا تھا، جیسا کہ آپ کے شہرہ آفاق فتاویٰ کی مجموعے ”فتاویٰ رضویہ“ کے مطالعہ سے بخوبی واضح ہے۔

زیر نظر مسئلے میں بھی اعلیٰ حضرت (قدس سرہ العزیز) کی تحقیق ایق قرآن و حدیث کی برکتوں سے مالا مال ہے۔ یوں ہی آپ کی تمام تر تعلیمات میں ان عیی برکات کا ظہور نظر آتا ہے۔ بس ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنے نفس کی قید سے باہر نکل کر خود کو ان تعلیمات کے مضبوط قلعوں میں مقید کر لیں تاکہ شیطان کو کسی بھی راستے سے دل میں وسوسہ ڈالنے کا موقع نہ مل سکے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے اکابرین کے احسانات پر نگاہ رکھتے ہوئے ہمیشہ ان سے حسن عقیدت کا تعلق بحال رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور مذکورہ مسئلے کو مشعل راہ بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔

امین بجاه النبی الامین 